International Journal of Applied Research 2019; 5(2): 255-258

ISSN Print: 2394-7500
ISSN Online: 2394-5869
Impact Factor: 5.2
IJAR 2019; 5(2): 255-258
www.allresearchjournal.com
Received: 25-01-2019
Accepted: 29-02-2019

Dr. Mufti Mohd. Sharfe Alam
Department of Arabic, MANUU, Hyderabad, Telangana, India

Dr. Md. Habeeb Alam
Maharaj Ganj, Darbhanga, Bihar, India

Correspondence Author:
Dr. Mufti Mohd. Sharfe Alam
Department of Arabic, MANUU, Hyderabad, Telangana, India

ہندوستانی علوم و فنون کے فروغ میں دارالعلوم دیوبند کی خدمات

Dr. Mufti Mohd. Sharfe Alam and Dr. Md. Habeeb Alam

تعارف

مسلمانوں کی فرماں روائی کے تاریخی عہد کا ہندوستان ایک روشن باب ہے یہاں اسلامی حکومت کے سفر کی شروعات پہلی صدی ہجری سے ہوتی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے اس کوجنت نشاں بنایا ،اس کی تعمیروترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بیرونِ دنیا میں اس کی ساکھ کو استوار کیا، نمایانکارنامے انجام دئے ، جو ہندوستان کی تاریخ میں زرّیں حروف سے لکھا ہوا ہےپہلے ملتان کو مرکزِ علم و ادب ہونے کا شرف حاصل ہوا اوردنیا کے گوشے گوشے سے ہر علم و فن اور شعروسخن کےدانشور اس سرزمین پر رونق افروز ہوئے، انہوں نےعربی علوم و فنون کی روشنی پھیلائی اور گنگا و جمنا کی لہروں کی طرح مسلم فتوحات اپنے مقام سے سبک خرامی کے ساتھ چل کر قریب و بعید کے ہرخطہ پر لہراتی، بل کھاتی اور پھیلتی چلی گئی اور اپنے ساتھ عربی علوم و فنون کے گنجینہ کو بھی بکھیرتی چلی گئی پھرلاہورکو مدینۃ العلوم ہونے کا شرف حاصل ہوا اور دہلی ساتویں صدی ہجری میں علم و فن کاگہوارہ بنی ۔دہلی کے فیضان سے جون پور میں علم کی مسند بچھی ۔ جونپورکے فضل و کمال سے لکھنو منوّر ہوا اور لکھنو کے آفتابِ علم سے پورب کا ہر علاقہ علمی شعاعوں سے جگ مگ جگ مگ کرنے لگا۔ علمی دنیا میں بلگرام ، سندیلہ ، گوپا ، مئو ، خیرآباد ، بہار اور بنگال کی علمی سرگرمیاں نیّر تاباں کا درجہ رکھتی ہیں ۔

جب دہلی اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھی ، وہاں ملک کے اطراف و اکناف سے علم کے پیاسے اپنی تشنگی بجھانے کے لئے حاضر ہوتے ۔مغل حکومت کے آخری عہد میں دہلی سے حضرت شاہ ولیّ اللہ محدّث دہلوی جیسے عبقری عالم اٹھے۔انہوں نے وہاں سےعلم کا فیض جاری کیا ، جس کے علمی سرچشمہ سے ایشیا کے اکثر ممالک آج تک فیض اٹھارہےہیں ۔ اِس وقت ہندوستان میں علومِ دینیہ کےجس قدر سلسلے پائے جارہے ہیں ۔ ان سب کی شروعات حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی سے ہوتی ہے۔

۱۸۵۷ء میں پورے ہندوستان میں ایک خوں چکاں انقلاب برپا ہوا۔ اس کا سب سے زیادہ نقصان دہلی کی مرکزیّت کو پہونچا ۔ وہ زیروزبر کر دی گئی، اس کی مرکزیّت ہلادی گئی ، حق و باطل میں حیات و موت کی جنگ چھڑگئی ، باطل نے اپنی آہنی پنجے گاڑدیئے ، حق آپس ہی میں دست و گریبان ہوگیا ، اہلِ حق کے اتحادکا شیرازہ پارہ پارہ ہوگیا اور وہ اپنے پشت پناہوں اور ہمدردوں سے عاری ہوگیا، ایسے کربناک حالات میں وہاں علم و دانش کے قلعے زمین بوس ہوگئے اور ان کے دانشوران قافلوں کی شکل میں وہاں سے رختِ سفر باندھ لئے ،اہل اللہ کی بہت سی پیشانیاں اوقاتِ سحر میں سربہ سجود ہوکراللہ کے حضور گڑگڑاتی رہیں اور خدا سے ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفّظِ اسلام کے لئے دعاگو رہیں ، خدا نے ان کی دعاوں کو شرفِ قبولیت بخشا اور دیوبند کا مدرسہ ان کی سحرگاہی اور دعاوں کے نتیجے میں بخش دیا۔۱۵/ محرّم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰/ مئی ۱۸۶۶ء پنجشنبہ کے دن دیوبند کی سرزمین میں اسلامی علوم و فنون کی نشاۃِ ثانیہ کا سنگِ بنیاد رکھّا گیا ، اس نے مسلمانوں کے دینی ،علمی،قومی اور ملّی شعور بیدار رکھنے میں نمایاں کردار ادا کیا ، ان کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو یکجا کیا ، ان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا، ہدایت کی شمع بن کر ابھرا اور برّ صغیر کے ارض و سماء کو مینارہ نور بنادیااور ایک عظیم اسلامی یونیورسیٹی کی شکل میں پوری ملّتِ اسلامیہ کے دلوں کی دھڑکن بن گیا اور اس وقت سے لے کر آج تک علومِ نبوّت کے طالبان کو علم کی دولت کے ساتھ عملِ صالح اور اخلاقِ فاضلہ کی پاکیزہ تربیّت دینے میں مصروف ہے ۔

دارالعلوم دیوبند سے ہندوستان میں دینی تعلیم کی ایک عظیم تحریک کے نئے دور کی شروعات ہوئی۔اس سے ایک حفاظتی قلعہ وجود پذیر ہوا ، جس نے مسلمانوں کو روحانی اور علمی شکست سے صیانت کرنے میں بیحد اہم رول نبھایا،اس کی ضوفشانی ہندوستان سے گذر کرافغانستان، ایران،سمرقندو بخارا ، برما ، انڈونیشیا ، ملیشیا ،ترکی اور برِّ اعظم افریقہ کے علاقوں تک پہونچی اور وہاں سے علم کے شائقین کی یہاں آمد شروع ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں علم و دانش کی روشنی نے برِّ اعظم ایشیا کے مسلم سپوتوں کے دل و دماغ کو ایمان کے نور اور اسلام کے تمدّن سے روشن کر دیا۔یہ دارالعلوم ایک مدرسہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسی دعوت ہے ،جس نے دین کے علم کی شعاعوں کو مال داروں کے عشرت کدوں سے نکال کر غریب مسلمانوں کی جھونپڑیوں تک پہونچایا اور وہ اسلام کے خلاف ہر یلغار کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی آہنی دیوار بن گیا۔

دارالعلوم دیوبند کے علماء نےسارے مروّجہ علوم و فنون کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا اور اپنی گراں قدر تصنیفات سے علوم و فنون کے ذخیرہ کو مالا مال کردیا ، ان علماء کی تصنیفات کا زیادہ تر حصّہ مذہبیّات اور اسلامی علوم سے متعلّق ہیں ، تاہم تصانیف کا تیس فی صد حصّہ ایسا بھی ہے جو عوام سے تعلّق رکھتا ہے ، سیّد محبوب رضوی نے تاریخ دارالعلوم دیوبند میں دارالعلوم کی صد سالہ کارکردگی کے ذیل میں فضلائے دیوبند میں مصنّفین کی تعداد ۱۱۶۴ سپردِ قلم کیا ہے ، جب کہ وہ اعلی پائے کے مصنّفین کی تعداد ۲۷۶ درج کرتے ہیں ۔

پالنپوری ، ،مولانا نور عالم خلیل امینی ، مولانا خالد قاسمی ، حقانی القاسمی اور مفتی نوشاد نوری قاسمی وغیرہ کے ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نے نونہالوں کے ادب پر بھی مستند کتابیں تحریر کیں ، جن میں ادبیّت کی جاذبیّت ہے اور اس کے ساتھ وہ فنِ ادب کی شاہکار ہیں ۔ جن میں مولانا وحید الزماں کیرانوی کی " القراءۃ الواضحۃ " و " نفحۃ الأدب " مولانا اعزاز علی کی " باب الأدب من دیوان الحماسۃ " اور " حاشیہ علی مفید الطالبین " مفتی شفیع عثمانی کی " نفحات " مولانا نور عالم خلیل امینی کی "مفتاح العربیہ " وغیرہ نمایاں مقام کی حامل ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نے عربی زبان و ادب کی معروف کتابوں کی تسہیل کے لئے سعی بلیغ کی ، جن میں مقامات حریری ، سبع معلّقات ، دیوانِ متنبّی اور دیوانِ حماسہ وغیرہ کی عربی و اردو کی شروحات ہیں۔ بطور نمونہ کے چند نام ذکر کر رہاہوں ۔ جن میں مولانا ابن الحسن عبّاسی کی" توضیح الدراسہ فی شرح الحماسہ" ، مولانا محمّد نور حسن قاسمی کی" مطر السّماء شرح باب الحماسہ" ، مولانا اعزاز علی کی" الحاشیہ لدیوان الحماسہ " ، مولانا قاضی سجّاد حسین کی " التوشیحات علی السبع المعلّقات " ،مولانا محمّد ادریس کاندھلوی کی " التعلیقات العربیّہ "بمقامات حریریہ ، مولانا محمّد افتخار علی کی " الافاضات " " شرح ارود مقامات حریریہ اور مولانا وحید الزماں کیرانوی کی " افادات " بنام الکمالات الوحیدیہ شرح المقامات الحریریہ "کے نام نمایاں ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نے عربی زبان و ادب میں تفسیر و اصولِ تفسیر میں وقیع خدمات انجام دی ،جن کی فہرست طویل ہے ، ان کتابوں میں سے چند کتابوں کے نام کا تذکرہ کر رہا ہوں ، جن میں علّامہ محمّد یوسف بنّوری کی " یتیمۃ القرآن فی شیء من علوم القرآن " ، مولانا سالم قاسمی کی "مقدّمہ تفسیر القرآن " ، مولانا عبد الصمد فاروقی کی " تاریخ القرآن " ، مولانا عبد الرحمان امروہوی کی " حاشیہ تفسیر البیضاوی " ، مولانا محمّد ادریس کاندھلوی کی " الفتح السّماوی بتوضیح تفسیر البیضاوی " ، مفتی سعیداحمد پالنپوری کی " العون الکبیر شرح الفوز الکبیر " اور مفتی شفیع عثمانی و علاّمہ مولانا ظفر احمد عثمانی کی " احکام القرآن " کے نام اہمیّت کے حامل ہیں ۔

فضلائے دیوبند کی فنّ حدیث میں قابلِ قدر خدمات ہیں ، جن کی بہت لمبی فہرست ہے، جن میں سے چند کو ذکر کر رہا ہوں ، جن میں نمایاں درجہ مولانا محمّد ادریس کاندھلوی کی " تحفۃ القاری بحلّ مشکلات البخاری " مولانا بدر عالم میرٹھی کی "فیض الباری علی صحیح البخاری " ۰ تحقیق ۰ ، علّامہ شبیّر عثمانی کی " موسوعۃ فتح الملہم بشرح صحیح امام مسلم " ، علّامہ محمّد یوسف بنّوری کی " معارف السنن شرح الترمذی " ، مولانا فخر الحسن گنگوہی کی " التعلیق المحمود علی سنن ابی داود " ، ڈاکٹر مولانا محمّد مصطفی اعظمی قاسمی کی " موطّا امام مالک ۰ تخریج و تحقیق ۰ ، مفتی مہدی حسن کی " شرح کتاب الآثار للامام محمّد " مفتی شفیع عثمانی کی " قلائد الازہار علی کتاب الآثار للامام محمّد" ، علّامہ عاشق الٰہی میرٹھی کی " مجانی الاثمار من شرح معانی الآثار " ۰ ، مفتی مہدی حسن کی " قلائد الآثار شرح ۰ شرح معانی الآثار للطحاوی " ، ڈاکٹر مولانا محمّد مصطفی اعظمی قاسمی کی " سنن کبری للنسائی " ۰ تخریج و تحقیق ۰ ، مولانا محمّد ادریس کاندھلوی کی " التعلیق الصبیح لمشکاۃ المصابیح " ، ڈاکٹر مولانا محمّد مصطفی اعظمی قاسمی کی " سنن ابن ماجہ " ۰ تخریج و تحقیق ۰ ، مولانا عبد الرشید نعمانی کی" سنن ابن ماجہ " ۰ تخریج و تحقیق ۰ ، علاّمہ مولانا ظفر احمد عثمانی کی " اعلاء السنن " ، محدّث کبیر علاّمہ حبیب الرحمان اعظمی کی " المصنّف لعبد الرزّاق " ۰ تعلیق و تحقیق ۰ کشف الاستار من زوائد مسند البزّاز للہیثمی ۰ تعلیق و تحقیق ، مولانا منظور نعمانی کی " الفیۃ الحدیث "، مولانا حبیب الرحمان اعظمی قاسمی کی سنن سعید بن منصور ۰ تعلیق و تحقیق ۰ ، " و کتاب الزہد و الرقائق لعبد اللہ بن مبارک ۰ تعلیق و تحقیق ۰ ، " المسند للحمیدی " ۰ تعلیق و تحقیق ۰ ، و " استدراک و تعلیق شرح مسند الام احمد بن حنبل " ، و " المطالب العالیۃ " ۰ تحقیق و تعلیق ۰ ، " مختصر کتاب الترغیب و الترہیب لابن حجر العسقلانی "۰ تحقیق و تعلیق ۰ ، مولانا محمّد میاں دیوبندی کی " مشکاۃ الآثار مصباح الابرار " ، ڈاکٹر مولانا محمّد مصطفی اعظمی قاسمی کی " دراسات فی الحدیث النبوی و تاریخ تدوینہ " ، " صحیح ابن خزیمہ" ۰ تخریج و تحقیق ۰ " منہج النقد عند المحدّثین نشاتہ و تاریخہ " ، کتاب التمییز للامام مسلم " ۰ تخریج و تحقیق ۰ ، کتّاب النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ، " المحدّثون من الیمامہ الی ۲۵ ہجری تقریبا " ، " العلل لعلی بن عبد اللہ المدینی "۰ تحقیق و تعلیق ۰ ، " مغازی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لعروۃ بن زبیر بروایۃ ابی الاسود "۰ تحقیق و تعلیق و تنقید ۰ مفتی سعیداحمد پالنپوری کی " تحفۃ القاری

مدارس کے قیام کا اصل مقصد یہ تھا کہ عام مسلمانوں کا رشتہ ان کے دین سے استوار کیا جائے اور ان کے اندر اخلاقِ فاضلہ اور خدمتِ خلق کے جوہر پیدا کئے جائیں ، ایک یہ مقصد بھی تھا کہ مختلف علوم و فنون میں ماہرین پیدا کئے جائیں ، اس لئے اس کے نصاب میں قرآن ، تفسیر و اصولِ تفسیر ، حدیث و اصولِ حدیث ، فقہ و اصولِ فقہ ، منطق و فلسفہ اور عربی قواعد وغیرہ شامل کیا گیا اور ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے پسِ منظر میں خطّاطی ، دستکاری ، تاریخِ ہند ، تاریخِ اسلام اور مبادی علمِ مدنیّہ وغیرہ کو شامل کیا گیا اور دہلی کالج کے فیض یافتگان نے اس کا دائرہ اور وسیع کیا ۔

جو خدمات اوپر ذکر ہوئیں ، ان میں کچھ تو وہ ہیں جن کو ہم خالص اسلامی علوم کہ سکتے ہیں ، لیکن ان کے علاوہ آرٹ کا جو حصّہ ہے اس میں بطور خاص ارود زبان و ادب ، اردو خطّاطی ، طب اور سماجیّات کو ہم ہندوستانی علوم میں بھی شامل کر سکتے ہیں ، اس وقت بھی اقتصادیّات اور انگریزی زبان کے شعبے قائم ہیں اور وہاں کے طلباء قانون میں بھی جا رہے ہیں اور اس پر لکھ رہے ہیں ۔

ہاں وہ علوم جو مدارس کے خاص مقاصد کو متاثر کر سکتے تھے مثلا موسیقی ، رقص ، جاندار کی پینٹنگ اور مجسّمہ سازی وغیرہ جو ہندوستان کے خاص فنون میں آتے ہیں ان کو قصدا دارالعلوم نے اپنے خاص تہذیبی پسِ منظر میں اپنی توجّہ کا مرکزِ نظر نہیں بنایا ۔ لیکن اردو ہندی شاعری ، دوہے ،ترانے ، قصیدے اور مرثیے وغیرہ یہاں کے فارغین بھی لکھ رہے ہیں ، اسی طرح ہندی صحافت میں بھی ان کی شمولیّت ہے ، اس طرح یہ ایک اہم کردار شمار کیا جا سکتا ہے ۔

لیکن چونکہ ان کا اصلی کارنامہ عام اسلامی و انسانی اور اخلاقی علوم ہیں اور وہ کہیں نہ کہیں ہندوستانی علوم سے ہم آہنگ ہیں اور اس کی سنسکرتی کو پرموٹ کرتے ہیں ۔

اس لئے ہم یہاں سے اس کا ایک جائزہ پیش کرتے ہیں ۔

دیوبند کے فضلاءقرآنی علوم و فنون اور احادیث سے متعلّق نیز فقہ ، فلسفہ ، تصوّف ، تاریخ ، سیرت ، ادب اور لغت وغیرہ کےموضوعات پر ایک سے بڑھ کر ایک کتابیں حیطہ تحریر میں لائے ، جن میں نمایاں نام حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتابیں ، شیخ الہند مولانا محمود حسن کا "ترجمہ قرآن " ، مفتی شفیع عثمانی کی "تفسیر معارف القرآن "، مولانا منظور نعمانی کی " اسلام کیا ہے "،مفتی کفایت اللہ کی "تعلیم الاسلام" اور مولانامحمد میاں دیوبندی کی "دینی تعلیم کا رسالہ" وغیرہ مقبول ِ خاص و عام ہیں اور گذشتہ پچاس سالوں میں جو کتابیں لکھیں ، ان میں سے بعض کتابوں کو اپنے موضوع کے اعتبار سے انفراد کا درجہ حاصل ہوا اور بعض نے عالمی شہرت حاصل کی ۔جن میں مولانا صاوق علی بستوی کی غیر منقوط منظوم سیرت " داعئی اسلام " مولانا یاسر ندیم کی " اسلام اور گلوبلائزیشن " اور ڈاکٹر رشید احمد جالندھری کی "برطانوی ہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم اور دارالعلوم دیوبند " اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی آسان تفسیر ِ قرآن وغیرہ نمایاں حیثیت کے حامل ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نے لغت نویسی میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ، ان کے لکھے ہوئے لغات متعدّد موضوعات پر ہیں ، جو قرآن ، حدیث ، فقہ ، ادب اور طب وغیرہ سے متعلّق ہیں چنانچہ مولانا ابوالفضل عبد الحفیظ کی " مصباح اللّغات " ،قاضی زین العابدین سجّاد میرٹھی کی " قاموس القرآن " و "بیان اللّسان " ، حکیم عزیز الرحمان کی اردو انگلش میڈیکل ڈکشنری دو جلدیں اورسہ لسانی انگلش ۔ عربی اور اردو ڈکشنری، علامہ عبد الرشید نعمانی کی" لغا ت القرآن "، مولانا وحید الزماں کیرانوی کی " القاموس الوحید "دو جلدیں ، "القاموس الجدید "اور " القاموس الاصطلاحی " مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی " قاموس الفقہ " پانچ جلدیں اور مولانا ندیم الواجدی کی " القاموس الموضوعی " اور مولانا مفتی محمد نسیم قاسمی بارہ بنکوی کی " منتخب لغات القرآن " وغیرہ بہت مقبول و متداول ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نے تراجم کے باب میں بھی حصّہ لیا ، اس کا زیادہ تر حصّہ عربی و فارسی کےان ترجموں پر مشتمل ہے ، جو درسی ضروریّات سے متعلّق ہیں ، لیکن کچھ ترجمے عام اردو داں طبقے سے بھی تعلّق رکھتی ہیں ۔ جیسےقاضی سجّاد حسین کا "مثنوی مولانا روم " اور " دیوانِ حافظ "کا ترجمہ، مولانا محمّد اسلم قاسمی کا " سیرتِ حلبیہ " کا ترجمہ چھ ضخیم جلدوں میں اور مولانا ندیم الواجدی کا " احیاء العلوم " کا طویل اردو ترجمہ ، ان کے علاوہ مترجمین میں نمایاں نام قاضی زین العابدین سجّاد میرٹھی ، مولانا انظر شاہ کشمیری ، حکیم عزیز الرحمان ،مفتی کفیل الرحمان عثمانی ، مفتی سعید احمد پالنپوری ، مفتی امین احمد

رہا ہوں ، ان کے نمونہ کلام دارالعلوم دیوبند سے متعلق کتابوں میں ، ان دانشوروں کے سوانحی خاکوں میں اور ان پر لکھی گئی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ۔ چند ناموں میں مولانا قاسم نانوتوی ، مولانا یعقوب نانوتوی ، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی ، مولانا عبد الرحمان سیوہاروی ، مولانا حبیب الرحمان عثمانی ،علاّمہ انور شاہ کشمیری ، علاّمہ یوسف بنّوری ، مفتی کفایت اللہ ، مولانا محمّد اعزاز علی امروہوی ، مولانا عبد الحق مدنی ، مولانا ادریس کاندھلوی ، مفتی محمّد شفیع عثمانی ، قاری محمّد طیّب قاسمی ، مولانا ریاست علی بجنوری ، مولانا وجیہ الدین احمد خان رام پوری ، مولانا بدرالدین اجمل قاسمی ، مولانا قمر عثمانی ، مولانا فضیل ناصری علاّمہ اقبال اوارڈڈ اور مفتی نوشاد نوری قاسمی وغیرہ کے ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نے اسلامی علوم و فنون کے فروغ کے ساتھ سیاست میں بھی اہم کردار ادا کیا ، اس سلسلے میں روشن ناموں میں مولانا محمّد قاسم نانوتوی ، شیخ الہند مولانا محمود حسن ، مولانا محمّد میاں منصور انصاری ، مولانا عبید اللہ سندھی ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ، علامہ انور شاہ کشمیری ، حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی ، مفتی محمّد شفیع عثمانی ، مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی ، مفتی کفایت اللہ ، علامہ سیّد مناظر احسن گیلانی ، مولانا سعید احمد اکبر آبادی ، مفتی عتیق الرحمان عثمانی ، مولانا سیّد میاں دیوبندی ، قاری محمّد طیّب قاسمی ، مولانا منّت اللہ رحمانی ، مولانا سیّد اسعد مدنی ، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی ، مولانا انظر شاہ کشمیری ، مولانا اسرار الحق قاسمی ، مولانا سیّد ارشد مدنی ، مولانا بدرالدین اجمل قاسمی اور مولانا سیّد محمود مدنی وغیرہ کے ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء نےصحافت میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیئے ، جن میں مولانا مقبول الرحمان اور مولانا شوکت علی بنگالی نے ۱۹۰۵ء میں چین سے شنگھائی کی سیرت کمیٹی کے تحت چینی اور اردو زبان کا مشترک ماہنامہ " السین " جاری کیا ، ۱۹۱۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے " القاسم " اور ۱۹۱۵ء میں " الرشید " اس کے علاوہ مولانا سید ممتاز علی نے " تہذیبِ نسواں " مولانا مظہر الدین نے " لاہور " سہ روزہ ، شائق احمد عثمانی نے " الامان " دہلی سے روزنامہ ، مولانا حامد انصاری غازی نے " عصرِ جدید " کلکتّہ سے سہ روزہ ، علاّمہ تاجور نجیب آبادی نے " مدینہ " بجنور سے ماہنامہ ، مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے ماہنامہ " برہان " دہلی سے ، مولانا عامر عثمانی نے " تجلی " دیوبند سے ، مولانا محمّد منظور نعمانی نے " الفرقان " بریلی اور لکھنو سے ، دارالعلوم دیوبند سے ماہنامہ " دارالعلوم " اردو میں ، اور مجلّۃ " الداعی " عربی میں ماہنامہ ، دارالعلوم وقف دیوبند سے ، ماہنامہ " ندائے دارالعلوم " اردو میں ، " وائس اوف دارالعلوم " انگریزی میں ، اور " وحدۃ الامّۃ " عربی میں ششماہی آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں ۔ نیز دیوبند کے فضلاء میں اردو صحافت کے منظر نامے پر نمایاں نام مولانا اسرار الحق قاسمی ، مولانا ندیم الواجدی ، مولانا عبد الحمید نعمانی ، حقانی القاسمی ، یوسف رام پوری ، عبد القادر شمس ، عابدانور ، وارث مظہری اور شہاب الدین ثاقب کے ہیں اور نوجوان نسل میں محمّد نجیب قاسمی ، غفران ساجد قاسمی ، نایاب حسن قاسمی ، شاہنواز بدر قاسمی ، شمس تبریز قاسمی ، نازش ہما قاسمی اور راحت علی صدّیقی وغیرہ ابھر تے ہوئے ستارے ہیں ۔

شرح صحیح البخاری " اور تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی " کو حاصل ہے ۔

دیوبند کے فضلاء نے علمِ عقائد اور علمِ کلام میں بھی خدمات انجام دی ، ان میں سے چند نام نمونہ کے طور پر پیش کرتاہوں ، یہ کتابیں بطور خاص اردو زبان کے حاملین کے لئے لکھی گئی ہیں گرچہ مواد عربی کی ہیں ، ان میں مولانا محمّد ادریس کاندھلوی کی " علم الکلام " اور " عقائد الاسلام " ، علاّمہ شبیّر عثمانی کی " العقل و النقل " ، مولانا اشرف علی تھانوی کی " اشرف الجواب " کے نام جلی حرفوں میں لکھے ہو ئے ہیں ۔ نیز عربی زبان میں علمِ عقائد اور علمِ کلام میں یہ کتابیں دستیاب ہیں ، جو ا س فن کے شائقین کی علمی پیاس بجھاتی ہیں ، چند ناموں میں ،مولانا محمّد ادریس کاندھلوی کی " الکلام الموثوق فی تحقیق انّ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق " ، قاری محمّد طیّب کی " علماء دیوبند اتّجاھھم الدینی و مزاجھم المذھبی " اور " الحواشی الزیادات علی عقیدۃ الطحاوی " مولانا وحید الزماں کیرانوی کی " احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد " کے ہیں۔

دیوبند کےفضلاء نے فقہ اور اصول فقہ میں بھی خدمات انجام دی ، ان میں سے چند نام نمونہ کے طور پر پیش کرتاہوں ، جن میں نمایاں نام مولانا نعمت اللہ اعظمی اور مولانا ریاست علی بجنوری کی " تسہیل الاصول " ، مولانا نعمت اللہ اعظمی " تقریب الطحاوی تلخیص معانی الآثار " ، مفتی مہدی حسن کی " الحجّۃ علی اھل المدینہ " ،مولانا اعزاز علی امروہوی کی " ، حاشیہ محمود الروایہ علی شرح النقایہ " " حاشیہ کنز الدّقائق " ، ، " حاشیہ القدوری " ، " حاشیہ نورالایضاح " ،مولانا عاشق الٰہی برنی کی " التسہیل الضروری لمسائل القدوری " ، مولانا بدر عالم میرٹھی کی " المستزاد الحقیر شرح زاد الفقیر " مفتی سعیداحمد پالنپوری کی " مبادئ الاصول " کے ہیں ۔

دیوبند کے فضلاء کی فنِّ تاریخ و تذکرہ عربی زبان میں بھی کافی خدمات ہیں ، جن چند میں سے پروفیسر ڈاکٹر زبیر احمد فاروقی کی " مساھمۃ دارالعلوم بدیوبند فی الادب العربی " ، علاّمہ محمّد یوسف بنّوری کی "نفحۃ العنبر فی حیاۃ الشیخ الانور " ، مولانا بدرالحسن قاسمی کی " محمّد انور شاہ الکشمیری " ، مولانا نور عالم خلیل الامینی کی " الصحابۃ ومکانتھم فی الاسلام " اور " دالعلوم دیوبند ۔ مدرسۃ فکریۃ توجیھیۃ حرکۃ اصلاحیۃ دعویۃ موسسۃ تعلیمیۃ تربویۃ " ، نظرۃ خاطفۃ علی الجامعۃ الاسلامیۃ دارالعلوم دیوبند" ، مولانا حبیب الرحمان اعظمی قاسمی کی " شیوخ ابی داود فی السنن " اور ڈاکٹر مفتی محمّد شرف عالم کی " مساھمۃ علماء دلھی فی اللغۃ العربیۃ " کے نام ہیں ۔

دارالعلوم دیوبند نے اپنے قیام کے تیرہ سال بعد ۱۸۷۹ء طب کی تعلیم کا آغاز کردیا اور وہاں مستقل جامعہ طبّیہ کا قیام عمل میں آیا ، سیّد محبوب رضوی نے تاریخ دارالعلوم دیوبند میں مختلف شعبہ جات کی صد سالہ کارکردگی کے ذیل میں جامعہ طبیہ کےفضلاء کی تعداد ۲۸۸ تحریر کی ہے ۔ طبِّ یونانی میں حکیم عبد الوہّاب جو حکیم نابینا کے نام سے مشہور تھے ، ڈاکٹر مختار انصاری کے بڑے بھائی تھے ، ان کی طب کی تعلیم دہلی سے ہوئی تھی ، نبض دیکھ کر مرض کا پتہ چلانے میں مہارت حاصل تھی ، وہ جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ میں تھے ان کی معروف کتاب " اسرارِ شریانیہ " علم النبض میں ، اور دیوبند کے دوسرے فاضل حکیم عزیز الرحمان استاد جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند جو ڈاکٹر سعید الرحمان اعظمی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بڑے بھائی تھے ، ان کی کتاب " امراضِ صدر " ، کتاب الرحمہ " اور اردو انگلش طبی لغت " دو جلدوں میں کافی مقبول ہیں ۔ نیز جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء ملک کے گوشہ گوشہ میں عوامی خدمات میں مصروف ہیں ۔

دارالعلوم دیوبند میں طلبہ کے اندر خوش نویسی کی صلاحیت پیداکرنے کے لئے ۱۹۴۷ء میں " شعبہ خوشخطی " قائم کیا گیا ۔ اس میں نمایاں نام مولانا یوسف عظیم آبادی ، مولانا اسلام قاسمی ، مولانا ساجد اعظمی ، انیس صدیقی ، مولانا نیاز الدین اصلاحی ، مولانا کفیل الرحمان قاسمی ، مولانا عبد الجبّار قاسمی اور مولانا طارق ابن ثاقب قاسمی وغیرہ کے ہیں ، جنہوں نے خطّاطی کا فن سیکھ کر اپنے نام کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے نام کو روشن کیا اور اس فن کی خوشبو پوری دنیا میں پھیلادی ۔ ملک اور بیرونِ ملک کی بے شمار مساجد کی پیشانیاں ان کی خطّاطی کی منہ بولتی تصویر یں ہیں ، ملک کے علاوہ یوربین اور افریقین ممالک میں بھی انہوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ۔

دیوبند کے فضلاء کا میدانِ عمل کبھی عربی شعر و شاعری نہیں تھا ، اس کے باوجود فضلائے دیوبند نےعربی شاعری کی مختلف صنفوں میں طبع آزمائی کی اور ان کی کاوشیں عرب دانشور بھی وقیع نظروں سے دیکھتے ہیں ، جن میں حمد، مناجات، مدح، ترحیب، تہنیت، وصفِ کتاب اور مرثیہ وغیرہ شامل ہیں ۔ میں صرف چند ناموں کے ذکرپر اکتفاء کر